

توہین رسالت کا شرعی حکم

مولانا ساجد خان اٹکوی

فاضل دارالعلوم کراچی

گستاخ رسول احادیث مبارکہ کے آئینہ میں:

باب اول میں قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور حضرت مفسرین کرامؒ کے اقوال سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سردارِ دو جہاں ﷺ کی شانِ اقدس میں کسی بھی قسم کی گستاخی وہ قبیح ترین جرم ہے جس کا مرتکب نہ صرف یہ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، بلکہ اس کے پاک وجود سے اس زمین کو پاک کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جمہور امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توہین رسالت کے مجرم کی سزا صرف موت ہے۔ اور اگر وہ مسلمان ہو تو اس جرمِ عظیم کے ارتکاب کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج، اور اگر ذی ہو تو اس کا عہدِ ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابو داؤدؒ نے ”سنن أبی داؤد“ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ذکر فرمائی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”ان اعمیٰ کانت لہ ام ولد تشتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتقع فیہ ، فیئھا ہا فلا تنتھی ویزجر ہا فلا تنزجر ، قال فلما کانت ذات لیلۃ ، جعلت تقع فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، وتشتمہ ، فاخذ المغول فوضعه فی بطنھا واتکا علیھا فقتلھا ، فوقع بین رجلیھا طفل فلطخت ماہناک بالدم ، فلما أصبح ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فجمع الناس فقال أنشد اللہ رجلا فعل ما فعل لی علیہ حق الاقام ، قال فقام الأعمی یتخطی الناس وهو یتزلزل حتی قعد بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فقال : یا رسول اللہ أنا صاحبھا ، کانت تشتمک وتقع فیک ، فأنھا ہا فلا تنتھی ، وأزجر ہا فلا تنزجر ، ولی منها ابنان بمثل اللؤلؤتین وکانت بی رفیقۃ ، فلما کان البارحۃ جعلت تشتمک وتقع فیک ، فأخذت المغول فوضعتہ فی بطنھا فی واتکات علیھا حتی قتلھا ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ألا اشہد وان دمھا ہدر

“

(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحكم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم،

ص: ۱۵۴۱، رقم الحدیث: ۴۳۶۱)۔

ترجمہ:..... ایک اندھے شخص کی ایک باندی تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتی تھی، اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی، وہ ناپینا اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی، اور وہ اسے ڈانٹتا مگر اس پر ڈانٹ کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ (حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں) کہ ایک دفعہ پھر اس نے رات کو آپ ﷺ کے خلاف زبان درازی شروع کی اور گستاخی کرنے لگی، تو اس ناپینا نے ایک پھالہ (خنجر) لیا اور اس باندی کے پیٹ میں پیوست کر دیا اور اسے خوب دبایا یہاں تک کہ وہ مر گئی اس عورت کے دونوں پاؤں کے درمیان لڑکا گرا، اور وہ خون سے لتھر گئی۔ صبح جب اس بات کا تذکرہ حضور ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: ”میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو کچھ کیا اور اس پر میرا حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے“۔ (حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں) کہ وہ ناپینا لوگوں کو پھلا نکلتے ہوئے آگے بڑھا اس حال میں کہ وہ لڑکھڑا رہا تھا، اور حضور ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں اس کا قاتل ہوں، وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی، میں اس کو روکتا مگر وہ باز نہ آتی، اور میں اس کو ڈانٹتا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوتا، میرے اس سے دوسو بیٹے ہیں، اور وہ میری ریفقہ حیات تھی، پچھلی رات وہ دوبارہ آپ کے خلاف بکواس کرنے لگی، اور زبان درازی شروع کی میں نے پھالہ (خنجر) لیا اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا، اور خوب دبایا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ یہ بات سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”تم گواہ ہو کہ اس کا خون ہدر (رایگاں) ہے۔“

اس حدیث مبارکہ سے حضرات محدثین عظامؒ کے اقوال کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱..... اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، کیونکہ ناپینا صحابی نے اس عورت کو صرف اسی وجہ سے قتل کیا کہ وہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں زبان درازی کرتی تھی، اور پھر جب جناب نبی کریم ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ اس عورت کو صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا ہے کہ وہ تو بین رسالت کی مرتکب اور حضور ﷺ کی شان میں زبان درازی کرتی تھی تو آپ ﷺ نے اس خون کو ہدر فرمادیا۔

اگر اس کا قتل کرنا جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس ناپینا صحابی پر قصاص یا دیت وغیرہ کا فیصلہ فرماتے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے اس کے خون کو ہدر فرمادیا، تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تو بین رسالت وہ قبیح جرم ہے کہ جو شخص اس کا مرتکب ہو جائے تو وہ مباح الدم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

”فلو لم یکن قتلها جائز البین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم له أن قتلها کان محرم،

وأن دمها كان معصوماً، ولأوجب عليها الكفارة بقتل المعصوم والدية إن لم تكن مملوكة لها، فلما قال :
 ” اشهدوا أن دمها كان هدراً “ . والهدر الذي لا يضمن بقود ولا دية ولا كفارة علم أنه كان مباحاً
 كونها ذمية . فاعلم أن السب أباح دمها لا سيما والنبى صلى الله تعالى عليه وسلم إنما أهدر دمها عقب
 اختياره بأنها قتلت لأجل السب ، فاعلم أنه الموجب ذلك “ .

(الصارم المسلول ، ص : ۵۹) . (على شافى الرسول)

ترجمہ : اگر اس عورت کو قتل کرنا جائز نہ ہوتا تو رسول کریم ﷺ ضرور فرمادیتے کہ اس کو قتل کرنا حرام تھا، اور اس
 کا خون معصوم تھا، اور معصوم کو قتل کرنے کی وجہ سے اس ناپا پر کفارہ کو واجب قرار دیتے، اگر وہ اس کی لونڈی نہ ہوتی، تو اس پر دیت
 کو واجب قرار دیتے، پس جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خون ہدر ہے، اور ہدر وہ ہوتا ہے جس کا نہ قصاص ہو، نہ دیت ہو اور نہ
 کفارہ، تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہونے کے باوجود مباح الدم تھی، گویا آپ ﷺ کی شان میں گستاخی نے اس کے خون کو مباح
 کر دیا تھا، اور بالخصوص آپ ﷺ نے اس کے خون کو اس وقت ہدر قرار دیا جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ اس کو آپ ﷺ کی شان میں
 گستاخی کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا ہے، پس معلوم ہوا کہ اس قتل کا موجب یہی توہین رسالت تھا۔

۲ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ذمی توہین رسالت کا ارتکاب کرے تو اس جرم عظیم کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ ختم اور وہ
 قتل کا مستحق بن جائے گا، چنانچہ علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ ” مذکورہ حدیث پاک کی تشریح میں علامہ سندھیؒ ” کا قول نقل کرتے ہوئے
 فرماتے ہیں کہ :

” وفيه دليل على أن الذمي إذا لم يكف لسانه عن الله ورسوله فلا ذمة له، فيحل قتله “ .

(عون المعبود ، ج : ۱۲ ، ص : ۱۱) .

ترجمہ : حدیث ابن عباسؓ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ذمی آدمی جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف زبان
 درازی سے باز نہ آئے تو اس کا معاہدہ ختم اور اس کا قتل جائز ہو جاتا ہے۔

نکتہ :

علامہ عظیم آبادیؒ کی بات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی ذمی بارگاہ رسالت میں توہین کا ارتکاب کرے گا تو اس کا معاہدہ ختم
 اور قتل جائز ہو جاتا ہے، اور یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جو حکم ذمی کا ہے وہی حکم مسلمان کا بھی ہے، چنانچہ خود علامہ موصوف مزید

بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

” وقد قيل أنه لا خلاف في أن سابه من المسلمين يجب قتله “

(عون المعبود، ج: ۱۲، ص: ۱۱)

ترجمہ:..... اور کہا گیا ہے کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی مسلمان آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ:

” ولا أعلم أحدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلما “

(الشفاء، ج: ۲، ص: ۱۳۴) . (السيف المسلول، ص: ۹۸)

ترجمہ:..... شاتم رسول کے (جب وہ مسلمان ہو) قتل کے واجب ہونے میں مسلمانوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

۳..... اس روایت سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ گستاخ رسول سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا، بلکہ اس پر قابو پاتے ہی اسے فوراً بغیر مطالبہ توبہ کے قتل کیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ناپسندیدہ صحابی نے اُس گستاخ عورت کو قتل کرتے وقت اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا، اور یہ صحابی کا ایسا فعل ہے جو کہ تقریر نبی کے ساتھ مؤید ہے۔ (کیونکہ بعد میں جب نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اس کا خون ہدف فرمایا اور اس صحابی سے کوئی تعرض نہیں فرمایا) جو کہ بالاتفاق حجت ہے۔

۴..... اس روایت سے فقہاء کرام نے یہ استدلال بھی فرمایا ہے کہ گستاخ رسول کی سزائے موت بطور حد کے ہے، لہذا اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر وہ توبہ کر بھی لے تب بھی اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہو سکتی، کیونکہ حد و توبہ سے معاف نہیں ہوا کرتے۔ چنانچہ علامہ شوکانی ” نیل الأوطار “ میں مذکورہ روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

” وفي حديث ابن عباس رضي الله تعالى عنه وحديث الشعبي رحمة الله عليه دليل على أنه

يقتل من شتم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ، وقد نقل ابن المنذر رحمة الله عليه الاتفاق على أن من سب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صريحا وجب قتله . ونقل أبو بكر الفارسي رحمة الله عليه أحد أئمة الشافعية في ” كتاب الاجماع “ أن من سب النبي صلى الله عليه وسلم بما هو قذف صريح كفر باتفاق

العلماء ، فلو تاب لم يسقط عنه القتل لأنه حد قذفه القتل ، وحد القذف لا يسقط بالتوبة “

(لیل الاوطار، کتاب حد الشارب الخمر، باب من صرح بسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ج: ۸، ص: ۱۱۲)

ترجمہ:..... حدیث ابن عباسؓ اور حدیث شعبیؓ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی توہین کرے اسے قتل کیا جائے۔ ابن المذہرؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص صراحۃً نبی ﷺ کو گالی دے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ ابو بکر فارسیؒ نے جو ائمہ شافعیہ میں سے ہیں، ”کتاب الاجماع“ میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی توہین کرے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک کافر ہے اور اگر وہ توبہ بھی کر لے، تب بھی اس سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہو سکتی، کیونکہ قذف کی حد قتل ہے، اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۵..... اس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی زندہ عدالت تک پہنچنے سے قبل ہی اس گستاخ پر قابو پالے اور اسے قتل کرے تو شرعاً وہ اس قتل کرنے کی وجہ سے مجرم نہیں ہے۔

۲..... عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یهود یت کانت تشتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتقع فیہ، فحقنہا رجل، حتی ماتت، فابطل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دمہا “

(سنن أبی داود، کتاب الحدود، باب الحكم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص:

۱۵۴۱، رقم الحدیث: ۴۳۶۲)

ترجمہ:..... حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت آپ ﷺ کی شان میں زبان درازی کرتی ہوئی آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی، ایک شخص نے اس کا گلا دبا دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی، نبی ﷺ نے اس کا خون باطل (رایگاں) قرار دیا۔

یہ روایت بھی صراحۃً اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کرنا ہی متعین ہے۔ بعض حضرات محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اسی تائید صحابی کے واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ جنہوں نے توہین رسالت کی مرتکب اپنی ام ولد باندی کو قتل کیا تھا جسے ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ: نہیں، بلکہ یہ ایک الگ واقعہ ہے، لیکن بہر حال اسے ایک ہی واقعہ شمار کیا جائے یا دو الگ الگ واقعات، دونوں صورتوں میں یہ روایت گستاخ رسول کے قتل کے جواز پر نص ہے، اور حضرات فقہاء کرامؒ نے اس روایت سے اسی بات پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ اسی حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

” و هذا الحديث نص في جواز قتلها لأجل شتم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ودليل على قتل الرجل الذمي وقتل المسلم والمسلمة اذا سب بطريق الأولى “

(الصارم المسلول ، ص : ۵۳)

ترجمہ:..... یہ حدیث پاک آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی عورت کے قتل کے جواز پر نص ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی ذمی مرد یا کوئی مسلمان مرد و عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح محدث کبیر حضرت مولانا غلیل احمد سہارنپوریؒ اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے ” بدل المجہود “ میں فرماتے ہیں کہ:

” والذاتى أكثرهم (أى الحنفية) يقتل من أكثر سب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من اهل الذمة وان أسلم بعد أخذه “

(بدل المجہود ، ج : ۲ ، ص : ۱۲۵)

ترجمہ:..... اکثر احناف نے اس ذمی کے قتل کا فتویٰ دیا ہے جو کثرت سے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہو، اگر چہ وہ گرفتاری کے بعد مسلمان بھی ہو جائے، تب بھی اسے قتل ہی کیا جائے گا۔

(قال عمر و سمعت جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من لكعب بن الأشرف؟ فإنه قد آذى الله ورسوله، فقام محمد بن مسلمة، فقال: يا رسول الله! أتحب أن أقتله؟ قال نعم! قال فاذن لى أن أقول شيئاً، قال قل! فأنتاه محمد بن مسلمة، فقال ان هذا الرجل قد سألنا صدقة، وإنه قد عنا نا، وإنى قد أتيتك استسلفك، قال: وأيضاً والله! أتعلمنه، قد أنا قد أتبعناه، فلا نحبر! ندعه حتى ننظر الى أى شىء يصير شأنه، وقد أردنا أن تسلفنا وسقا أو وسقين، وحدثنا عمرو وغير مرة، فلم يذكر وسقا أو وسقين، فقلت له فيه وسقا أو وسقين؟ فقال: أرى فيه وسقا أو وسقين، فقال: نعم! أرهونى! قالوا: أى شىء تريد؟ قال أرهونى نساء كم، قالوا: كيف نرهك نساء نا؟ فيسب أحد هم فيقال رهن بوسق أو وسقين، هذا عار علينا، ولكننا نرهك اللأمة، قال سفيان، يعنى السلاح فواعده أن يأتيه فجاءه ليلاً، ومعه أبو نائلة وهو أخو كعب من الرضا عة، فدعاهم الى الحصن، فنزل اليهم، فقالت له

امراتہ ابن تخرج هذه الساعة؟ فقال: انما هو محمد بن مسلمة وأخى أبو نائلة، وقال غير عمر وقالت: اسمع صوتنا يقطر منه الدم، قال انما هو أخى محمد بن مسلمة ورضيعی أبو نائلة، ان الكريم لودعی الى طعنة بلیل لأجاب، قال: ويدخل محمد بن مسلمة معه رجلين، قيل: لسفيان سماهم عمرو؟ قال سمي بعضهم، قال عمرو: جاء معه برجلين، وقال غير عمرو: ابو عبس بن جبر، والحارث بن أوس، وعباد بن بشر، قال عمرو: جاء معه برجلين، فقال: اذا ماجاء فانی قائل: بشعره، فأشمه، فاذا رأيتمنى استمكنت من رأسه فدونكم فاضربوه، وقال: مرة ثم أشمكم، فنزل اليهم متوشحا، وهو ينفخ منه ريح الطيب، فقال: ما رأيته اليوم ريحا، أى أطيّب او قال غير عمر وقال: عندي أعطر نساء العرب، وأكمل العرب، قال عمرو وقال أتأذن لى أن أشم راسك؟ قال نعم! فشمه، ثم أشم أصحابه، ثم قال: أتأذن لى؟ قال نعم! فلما استمكن منه، قال: دونكم! فقتلوه، ثم أتوا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فأخبروه

(صحيح بخارى، كتاب المغازى، باب قتل كعب بن الأشرف، ص: ۳۳۰، رقم الحديث:

(۴۰۳۸)

ترجمہ:..... عمرہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ: ” کون کعب بن اشرف کا ذمہ لیتا ہے؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو تکلیف دی ہے “ - محمد بن مسلمہؒ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا کہ پھر مجھے کچھ تعریفی کلمات کہنے کی اجازت عطا فرمائیں، آپؐ نے فرمایا کہ: ” اجازت ہے “ - پھر محمد بن مسلمہؒ کعب بن اشرف کے پاس گئے، اور کہا کہ یہ شخص (حضورؐ) ہم سے صدقہ طلب کر رہے ہیں اور انہوں نے ہمیں تھکا دیا ہے، اور میں آپ کے پاس قرض لینے کے لیے آیا ہوں، کعب کہنے لگا کہ: بخدا آپ لوگ اس نبی سے ضرور تھک جائیں گے، محمد بن مسلمہؒ کہنے لگے کہ ہم نے ان کی تابعداری کی ہے ہم نہیں چاہتے کہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں، یہاں تک کہ یہ دیکھ لیں کہ ان کا انجام کار کیا ہوتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ایک وسق یا دو وسق غلہ بطور ادھار دے دیں، (سفيان کہتے ہیں کہ عمرو نے یہ حدیث مجھے کئی دفعہ سنائی، مگر ایک وسق یا دو وسق کا ذکر نہیں کیا میں نے پوچھا کہ کیا اس میں ایک وسق یا دو وسق کا ذکر ہے؟ تو فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ ایک وسق یا دو وسق کا ذکر ہے) کعب کہنے لگا جی ہاں میں دیتا ہوں مگر تم مجھے رہن دو، محمد بن مسلمہؒ اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ کون سی چیز تو رہن چاہتا ہے، وہ کہنے لگا مجھے اپنی عورتیں بطور رہن کے دے دو، محمد بن مسلمہؒ اور ان کے ساتھی کہنے لگے ہم تجھے اپنی

عورتیں کیسے رہن میں دے سکتے ہیں؟ تو تو عربوں میں سب سے زیادہ حسین ہے وہ کہنے لگا پھر مجھے اپنے بیٹے رہن میں دیدو انہوں نے جواب دیا ہم کیسے اپنے بیٹے تجھے رہن دیدیں، یہ تو ان کے لیے عاری کی بات ہے کل ان کو گالی دی جائے گی کہ ایک دس یا دو سق کے بدلے رہن رکھے گئے تھے، ہاں ہم تیرے پاس اپنے ہتھیار رہن میں رکھ سکتے ہیں، سفیانؓ کہتے ہیں کہ ” لامہ “ سے مراد ہتھیار ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کعب سے وعدہ کیا کہ وہ رات کو آئے گا، وہ رات کو آئے، اور ان کے ساتھ ابونا نکلے بھی تھے، جو کعب کے رضائی بھائی تھے، کعب نے انہیں قلعہ کی طرف بلایا اور وہ قلعے سے اتر کر ان کے پاس آ گیا، اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ اس وقت کدھر جا رہے ہو اس نے کہا کہ محمد بن مسلمہؓ اور میرے بھائی ابونا نکلے ہیں، عمرو کے علاوہ باقی راوی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی بیوی نے یہ بھی کہا کہ : میں ایسی آواز سن رہی ہوں جس سے خون ٹپک رہا ہے، کعب نے بیوی کو جواب دیا وہ تو صرف محمد بن مسلمہؓ اور میرے رضائی بھائی ابونا نکلے ہیں کریم تو وہ ہوتا ہے کہ اگر رات کو اسے نیزہ بازی کی طرف بلایا جائے تو وہ آگے بڑھتا ہے اور لازماً جواب دیتا ہے، راوی کہتا ہے کہ محمد بن مسلمہؓ دو مردوں کے ساتھ آئے تھے، سفیانؓ سے کہا گیا کہ کیا عمرو نے ان کے نام لیے تھے؟ تو کہنے لگا کہ بعض کے لیے تھے، سفیانؓ سے کہا گیا کہ کیا عمرو نے ان کے نام لیے تھے؟ تو کہنے لگا کہ بعض کے لیے تھے، عمرو کے علاوہ باقی راوی کہتے ہیں کہ وہ دو آدمی ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر تھے، عمرو کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہؓ کے ساتھ دو بائیس تھے، محمد بن مسلمہؓ نے ساتھیوں سے کہا کہ: جب وہ آئے گا تو میں اس کے بالوں کی بات کروں گا، اور میں اسے سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اس کے سر پر قابو پالیا ہے تو تم اسے پکڑ کر قتل کر دو، ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ: وہ خوشبو میں تمہیں سونگھاؤں گا، اب وہ قلعہ سے اتر کر ان کے پاس آ گیا، اس نے خوشبو لگائی ہوئی تھی، خوشبو کی مہکیں بکھر رہی تھیں، محمد بن مسلمہؓ کہنے لگے، کہ میں نے آج تک ایسی اچھی خوشبو نہیں دیکھی، عمرو کے علاوہ باقی راوی کہتے ہیں کہ: محمد بن مسلمہؓ کہنے لگے کہ: میرے سامنے سب عربوں کا سردار اور عرب کا کامل ترین شخص کھڑا ہے، عمرو نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ: محمد بن مسلمہؓ کعب سے کہنے لگے کہ: کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دے گا؟ اس نے کہا جی ہاں! اجازت ہے، انہوں نے اس کے سر سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو سونگھائی، (اپنے ہاتھوں سے لگی ہوئی خوشبو) پھر کعب سے کہا کہ آیا ایک دفعہ پھر آپ اجازت دیں گے، اس نے کہا ہاں اجازت ہے، جب محمد بن مسلمہؓ نے اس پر قابو پالیا تو ساتھیوں سے کہا کہ کام کر لو، تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر سب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آکر بیان کیا۔

اس روایت سے بالکل صاف ظاہر ہوتا ہے کہ توہین رسالت کے مجرم کو قتل کیا جائے گا کیونکہ کعب بن اشرف کا سب سے بڑا جرم یہی تھا کہ وہ بد بخت آپ ﷺ کی شان اقدس میں زبان درازی اور سب و شتم کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ مباح الدم ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے قتل کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ: کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگا دے۔

” فانہ قد آذى الله ورسوله “

” کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے “

حضرات محدثین کرامؒ نے بھی مذکورہ روایت کی تشریح میں یہی لکھا ہے کہ توہین رسالت کی وجہ سے گستاخ کا خون مباح اور اس کا قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی ذمی اس جرم عظیم کا ارتکاب کرے تو اس کا بھی عہد ذمہ ختم اور قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے، چنانچہ مذکورہ روایت کی تشریح میں شارح بخاری علامہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ:

” ان قتل ابن الأشرف هو من باب أن من آذى الله ورسوله قد حل دمه ولا أمان له يعتصم به ، فقتله جائز على كل حال ، لأن الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم انما قتله بوحي من الله واذن في قتله ، فصار ذلك أصلاً في جواز قتل من كان لله ولرسوله حرباً “

(شرح الصحيح للبخاری ، کتاب الجہاد ، ج: ۵ ، ص: ۱۸۸)

ترجمہ: کعب ابن اشرف کو اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی تھی، جس کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو گیا تھا۔ اور اسے کوئی امان حاصل نہ رہا، جسکی وجہ سے وہ محفوظ رہتا تو اس کو قتل کرنا ہر حال میں جائز تھا، کیونکہ آپ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق قتل کرایا، لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اسے قتل کرنا جائز ہے۔

نکتہ:

علامہ ابن بطالؒ نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ ابن اشرف کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی تھی، اور یہ بات پہلے واضح ہو چکی ہے۔ کہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنا آپ کو اذیت دینا ہے جس کی تصریح حضرات فقہاء و محدثین نے بھی فرمائی ہے، چنانچہ امام تقی الدین السبکیؒ فرماتے ہیں کہ:

” السباب مؤذو المؤمن ذی کافر “

کہ گستاخی کرنے والا مؤذی ہے، اور اذیت دینے والا کافر ہے۔ لہذا جو بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا وہ قتل کا

مستحق ہوگا۔

اسی طرح مذکورہ روایت کی تشریح کرتے ہوئے شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ ”فتح الباری“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”قوله: من لکعب بن الأشرف؟ جواز قتل من سب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولو كان ذاعهد خلافاً لابی حنیفة کذا قال، وليس متفقاً عليه عند الحنفية“
(فتح الباری، باب الرهن مرکوب ومحلوب، ج: ص: ۱۴۳)

ترجمہ:..... آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ کون کعب بن اشرف کا ذمہ لیتا ہے؟ گستاخ رسول کے قتل کا جواز ہے، اگرچہ وہ ذمی کیوں نہ ہو، برخلاف امام ابوحنیفہؒ کے (کہ امام صاحبؒ کے ہاں ذمی کو قتل نہیں کیا جائیگا) لیکن یہ قول احناف کا متفق علیہ نہیں ہے۔
نکتہ:

حافظ ابن حجرؒ جن کا علم و فضل اور تفقہ فی الحدیث روز روشن کی طرح عیاں ہے، وہ بھی مذکورہ روایت سے گستاخ رسول کے لئے قتل کی سزا کے جواز کو ثابت کر رہے ہیں، باقی حافظ کا یہ قول کہ امام صاحبؒ کے ہاں اگر توہین رسالت کرنے والا ذمی ہو تو اسے قتل نہیں کیا جائیگا تو خود حافظؒ نے بھی صراحت کی ہے کہ یہ قول احناف کا متفق علیہ نہیں ہے۔ چنانچہ فقہاء احناف کے بہت سے جلیل القدر حضرات جن میں علامہ ابن ہمامؒ، امام ابو بکر جصاصؒ، رازیؒ، علامہ عینیؒ، علامہ سید محمود آلوسیؒ اور فقیر ابوللیث سمرقندیؒ جیسے اساطین علم شامل ہیں، ان کا قول یہ ہے کہ ذمی کو بھی قتل کیا جائے گا۔ اور اس توہین رسالت کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ ٹوٹ جائے گا۔ باقی اس مسئلہ کی مزید وضاحت آگے مستقل عنوان کے تحت تفصیل سے آئے گی۔ انشاء اللہ!
علامہ عینیؒ مذکورہ واقعہ سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”قال السهيلي رحمة الله عليه في قوله من لکعب بن الأشرف فانه قد آزى الله ورسوله، جواز قتل من سب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وان كان ذاعهد خلافاً لابی حنیفة فانه لا يرى بقتل الذمی فی مثل هذا، قلت من ابن يفهم من الحديث جواز قتل الذمی بالسب؟ أقول هذا بحثاً ولكن أنا معه فی جواز قتل الساب مطلقاً“

(عمدة القاری، کتاب الرهن فی الحضرة، باب الرهن مرکوب ومحلوب، ج: ۱۹، ص ۴۳۸)

ترجمہ:..... علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اس قول:

” من لکعب بن الأشرف فإنه قد آذى الله ورسوله “

(کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگا دے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے) میں گستاخ رسول کے قتل کرنے کا جواز ہے اگرچہ وہ ذی کیوں نہ ہو برخلاف امام ابوحنیفہؒ کے کہ وہ گستاخی کی وجہ سے ذی کے قتل کے قائل نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ علامہ سیبکیؒ نے اس حدیث مبارکہ سے یہ بات کہاں سے سمجھی کہ گستاخی کی وجہ سے ذی کو قتل کیا جائے گا، یہ ایک مستقل بحث ہے البتہ میں علامہ سیبکیؒ کے اس بات سے متفق ہوں کہ مطلقاً گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔

امام ابن تیمیہؒ اس مذکورہ بالا روایت کو ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

” فإنه جعل مطلق الله تعالى ورسوله موجبا لقتل رجل معاهد ومعلوم أن سب الله رسول الله ورسوله “ (الصارم المسلول، ص: ۶۳)

ترجمہ: جب کوئی معاهد آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دے تو آپ ﷺ نے علی الاطلاق اس کے اذیت دینے کو اس کے قتل کا موجب قرار دیا ہے۔ اور یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو سب و شتم کرنا اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دینا ہے۔ لہذا سب و شتم کرنے والے کو بھی قتل کیا جائے گا۔

” عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كنت عند أبي بكر رضي الله تعالى عنه فتعيط على رجل فاشتد عليه، فقلت: اتأذن لي يا خليفة رسول الله! أضرب عنقه؟ قال: فاذع بكلمتي غضبه، فقام فدخل، فأرسل بها الذي قلت أنقا؟ قلت: أئذن لي أضرب عنقه، قال: أكنت فاعلا لو أمرت بك؟ قلت: نعم! قال: لا والله! ما كانت لبشر بعد محمد ﷺ لي الله تعالى عليه وسلم “

(سنن أبي داود، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ص: ۱۵۳۱، رقم الحديث: ۴۳۶۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکر صدیقؓ کے پاس تھا کہ انھیں ایک شخص پر بہت سخت غصہ آیا میں نے عرض کیا یا خلیفۃ رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن اڑا دوں، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میری اس بات سے آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، پھر وہاں سے اٹھے اور اندر تشریف لے گئے اور مجھے بلایا، اور فرمایا کہ ابھی ابھی آپ نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: میں نے عرض کیا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ اس شخص کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا: کہ اگر میں تمہیں

اجازت دے دیتا تو آپ ایسا کرتے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! یہ صرف محمد ﷺ کا حق ہے، آپ کے بعد کسی بشر کو یہ حق حاصل نہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بھی یہی نظریہ تھا کہ گستاخ رسول کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ جب حضرت ابو بزرگ نے جناب صدیق اکبرؓ سے اس آدمی کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی جس نے حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں گستاخی کی تھی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ کہہ کر انہیں منع فرمایا کہ یہ صرف نبی کریم ﷺ کا حق ہے، یعنی صرف نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے گا، حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور کے گستاخ کا یہ حکم نہیں۔ حضرات مدین کرامؓ نے بھی اس روایت سے اسی بات پر استدلال فرمایا ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کی سزا صرف اور صرف موت ہے، چنانچہ مذکورہ روایت سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

”وقد استدلل به على جواز قتل ساب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم جماعة من العلماء منهم ابو اؤد واسماعيل بن اسحاق القاضي وابو بكر عبدالعزيز والقاضي ابو يعلى وغير هم من العلماء رحمهم الله تعالى، وذلك لان ابا برزة لما رأى الرجل قد شتم ابا بكر رضى الله تعالى عنه وأغلظ له حتى تعيظ أبو بكر رضى الله تعالى عنه استأذنه فى أن يقتله بذلك، وأخبره أنه لو أمره لقتله، فقال أبو بكر رضى الله تعالى عنه ليس هذا لأحد بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم“

(الصارم السلول، ص: ۷۷)

ترجمہ:..... علماء کی ایک جماعت نے جن میں امام ابو داؤد، قاضی اسماعیل بن اسحاق، ابو بکر عبدالعزیز اور قاضی ابو یعلیٰ جیسے حضرات شامل ہیں اس روایت سے گستاخ رسول کے قتل کے جواز پر استدلال فرمایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابو بزرگ نے اس آدمی کو دیکھا جو صدیق اکبرؓ کو گالی دے رہا تھا، جس کی وجہ سے صدیق اکبرؓ غصہ ہو گئے، تو آپ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی، اور بتایا کہ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں اس قتل کروں گا تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ: حضور ﷺ کے بعد یہ حق کسی کو حاصل نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ صرف حضور ﷺ کا حق ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جاتا ہے۔

پھر آگے امام ابن تیمیہؒ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ حکم کافر اور مسلمان دونوں کا ہے، یعنی گستاخی کرنے والا کافر ہو یا مسلمان بہر صورت دونوں کو ہی قتل کیا جائے گا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

” وھذا الحدیث یفید أن سبه فی الجملة یشیح القتل و یستدل بعمومه علی قتل الکافر و

(المصارم المسلول ، ص : ۷۷)

المسلم “

ترجمہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا گستاخ کے قتل کو مباح کرتا ہے اور اس حدیث کے عموم سے مسلمان اور کافر دونوں کے قتل کا استدلال کیا جائے گا۔

اسی طرح مذکورہ روایت سے گستاخ رسول کے خارج از اسلام ہونے پر استدلال کرتے ہوئے علامہ ابن حزم ظاہریؒ اپنی مشہور تصنیف ”المحلی“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

” فبین أبو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه لا یقتل من شتمہ ، ولكن یقتل من شتم

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، وقد علمنا أن دم المسلمین حرام ، إلا بما أبا حہ اللہ تعالیٰ بہ ، ولم یشحہ اللہ تعالیٰ قط إلا فی الکفر بعد الایمان أو زنی المحصن ، أو قود بنفس مؤمنة ، أو فی المحاربة وقطع الطريق أو فی المدافعة عن الظلمة أو فی الممانعة من حق ، أو فی حد فی الخمر ثلاث مرات لم شربها الرابعة فقط . وقد علمنا أن من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فبیقین ندری أنه لم یزن ولا شرب خمر أو لا قصد ظلم مسلم ولا قطع طریقاً فلم یبق إلا أنه عند أبی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر “

(المحلی بالآثار لابن الحزم ، مسائل التعزیر و مالا حد فیہ ، باب حکم من سب النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أو اللہ تعالیٰ ، ج : ۱ ، ص : ۴۰۹)

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ اسے گالی دینے کی وجہ سے کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا لیکن حضور ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائیگا۔ اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کا خون بہانا حرام ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے مباح ٹھہرایا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مباح نہیں کیا ہے مگر ایمان لانے کے بعد کفر کرنے کی صورت میں، یا شادی شدہ آدمی کے زنا کرنے کی صورت میں، یا کسی مومن نفس کے قصاص کی صورت میں، یا حق کو روکنے کی صورت میں، یا تین مرتبہ شراب پینے کے بعد چوتھی مرتبہ شراب پینے کی صورت میں، (یعنی ان مذکورہ صورتوں میں خون بہانا اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے۔) اور یہ بات بھی ہمیں یقین سے معلوم ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا نہ زنا کرتا ہے، نہ شراب پیتا ہے، نہ کسی مسلمان پر ظلم کا قصد کرتا ہے اور نہ ہی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ (یعنی وہ یہ مذکورہ کام نہیں کرتا جن کی وجہ سے اس کا خون مباح ہو جائے) لہذا یہی بات رہ گئی کہ وہ صدیق اکبرؓ کے ہاں کافر ہے۔ (یعنی گستاخی کرنے سے وہ کافر ہو گیا اور اس کفر بعد الایمان کی وجہ سے اس کا خون مباح ہو گیا۔)

” عن أبی اسحاق عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی أبی رافع الیہو ذی رجلا من الانصار ، فامر علیہم عبد اللہ بن عتيك ، وكان أبو رافع يؤذی رسول اللہ ویعین علیہ ، وكان فی حصن لہ بأرض الحجاز ، فلما دنوا منه وقد غربت الشمس وراح الناس بسر حہم ، فقال عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ : لأصحابہ ، اجلسوا مکانکم ، فانی منطلق ومتلف للبواب ، لعلی أن أدخل ، فأقبل حتی دنا من الباب ، ثم تقنع بثوبہ كأنہ یقضى حاجة ، وقد دخل الناس فہتف بہ البواب یا عبد اللہ ! ان كنت تريد أن تدخل فادخل فانی أريد أن أغلق الباب ، فدخلت فکمنت ، فلما دخل الناس أغلق الباب ، ثم علق الأغاليق علی ود ، قال فکمت الی الا قالید فأخذتها ، ففتحت الباب وكان أبو رافع یسمر عنده ، وكان فی علا لی لہ ، فلما ذهب عنہ أهل سمرہ صعدت الیہ ، فجعلت كلما فتحت بابا أغلقت علی من داخل ، قلت ان القوم نذروا بی لم یخلصوا الی حتی أقتله ، فانتهیت الیہ ، فاذا هو فی بیت مظلم ، وسط عیالہ ، لا أدری أين هو من البیت ، فقلت یا أبا رافع ! فقال : من هذا ؟ فاھویت نحو الصوت ، فأضربه ضربة بالسيف ، وأنا دهش ، فما أغیت شیئا ، وصاح ، فخرجت من البیت ، فأمکث غیر بعيد ، ثم دخلت الیہ ، فقلت ما هذا الصوت ؟ یا أبا رافع ! فقال : لأمک الویل ! ان رجلا فی البیت ضربنی قبل بالسيف ، قال فأضربه ضربة أثخنه ولم أقتله ، ثم وضعت ضییب السيف فی بطنہ حتی أخذ من ظهرہ ، فعرقت أنى قتلتہ ، فجعلت أفتح الأبواب بابا بابا حتى انتهیت الی درجۃ لہ ، فوضعت رجلی وأنا أرى أنى قد انتهیت الی الأرض فوقعت فی لیلة مقمرہ ، فانکسرت ساقی ، فعصبتها بعمامة ، ثم انطلقت حتى جلست علی الباب ، فقلت لا أخرج اللیلة حتى أعلم أقتلہ ؟ فلما صاح الدیک ، قام الناعی علی السور ، فقال : أنعی أبا رافع ، تاجر أهل الحجاز ، فانطلقت الی أصحابی ، فقلت : النجاء ، فقد قتل اللہ أبا رافع ، فانتهیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثہ فقال : لی ، ابسط رجلک ، فبسطت رجلی ، فمسحها ، فکانہا لم اشتکها قط “

(صحیح البخاری ، کتاب المغازی ، باب قتل أبی رافع ، ص : ۳۳۰ ، رقم الحدیث : ۴۰۳۹)

ترجمہ : ابواسحاق حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ : حضور ﷺ نے ابورافع یہودی

کی طرف انصار کے کچھ لوگوں کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کو ان پر امیر مقرر فرمایا، ابورافعؓ آپ ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ ﷺ کے خلاف آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا، اور وہ حجاز کی سرزمین پر اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا، جب یہ صحابہ اس کے قریب ہو گئے تو سورج غروب ہو چکا تھا، اور لوگ شام کو واپس آ رہے تھے، حضرت عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھو اور میں چلتا ہوں اور قلعہ کے دربان کے لئے کوئی حیلہ کرتا ہوں شاید کہ میں قلعہ میں اندر داخل ہو سکوں تو آپ آگے بڑھے، یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے، اور اپنے اوپر کپڑے (چادر) کو لپیٹا، (اور یوں بیٹھ گئے) گویا قضائے حاجت کر رہے ہیں، اور لوگ داخل ہو چکے تھے، دربان نے آپ کو آواز دی کہ: اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر داخل ہونا چاہتا ہے تو داخل ہو جا میں دروازہ بند کرنے والا ہوں، پس میں داخل ہوا اور چھپ گیا پھر جب لوگ سارے داخل ہو گئے تو دربان نے دروازہ بند کیا اور چابیاں ایک کیل کے ساتھ لٹکا دیں۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا چابیاں لیں اور دروازہ کھولا اور ابورافعؓ کے پاس رات کو قصہ گوئی ہوتی تھی، اور وہ بالائی منزل میں تھا، پس جب اس کے پاس سے قصہ گوئی کرنے والے رخصت ہو گئے تو میں اس کی طرف چڑھا، میں جو بھی دروازہ کھولتا اس کو اندر کی طرف سے اپنے پیچھے بند کر دیتا تھا میں نے دل میں کہا اگر یہ لوگ مجھ پر مطلع بھی ہو گئے، تو مجھ تک ان کے پہنچنے سے پہلے ہی میں اس کو قتل کو سکوں، جب میں اس تک پہنچ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے گھروالوں کے درمیان سویا ہوا تھا، اور یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کمرے میں کہاں ہے؟ میں نے آواز دی کہ اے ابورافع! وہ کہنے لگا کہ کون ہے؟ پس میں اس کی آواز کی طرف گیا اور تلوار سے اس کو ایک ضرب لگائی، میں حیران تھا کہ کوئی کام نہ کر سکا، اس نے ایک چیخ ماری، تو میں کمرے سے نکل گیا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد دوبارہ داخل ہو گیا اور خیر خواہانہ انداز میں کہا کہ اے ابورافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ کہنے لگا کہ تیری ماں کے لئے ہلاکت ہو! ابھی کچھ دیر پہلے کمرے میں مجھے کسی نے تلوار سے مارا ہے، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر تلوار کا دوسرا وار کیا، یہاں تک کہ میں نے اس کو خون آلود کیا، لیکن قتل نہ کر سکا، پھر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ میں گھونپ دی یہاں تک کہ اس کی کمر کو کاٹتے ہوئے نکل گئی، پس میں نے جان لیا کہ میں اس کو قتل کر چکا ہوں، میں ایک ایک دروازہ کھولتا گیا یہاں تک کہ میں میٹر صی پر پہنچ گیا، میں نے سمجھا شاید میں نے نوٹے ہوئے پاؤں کو عمامہ سے باندھا، پھر میں چلا یہاں تک کہ قلعہ کے دروازے پر بیٹھ گیا، اور میں نے کہا کہ رات کو نہیں جاؤں گا جب تک کہ صبح خود اس کی موت کی آواز نہ سنوں، جب صبح ہو گئی اور مرغ نے آذان دی، تو موت کا پیغام سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ: میں ابورافعؓ کی موت کی خبر دے رہا ہوں جو کہ اہل حجاز کا تاجر تھا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا، اور ان سے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے ابورافعؓ کو ہلاک کر دیا پھر میں حضور ﷺ کے پاس آ گیا، اور آپ کے سامنے سارا واقعہ عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنا پاؤں پھیلاؤ! میں نے پاؤں پھیلایا، تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے مسح فرمایا اور حضور ﷺ کے دست مبارک کی برکت کی وجہ سے ایسا ٹھیک ہو گیا گویا اس میں کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔

مذکورہ روایت کو ذکر کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

” بہر حال ابورافع رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی سزا پا کر ہمیشہ کے لئے جہنم میں گیا۔
(توہین رسالت، ص: ۳۱)۔

اسی طرح اس روایت کو حضرت امام ابن تیمیہؒ نے ”الصارم المسلول“ میں ذکر کرنے کے بعد اس پر کافی مفصل و مدلل گفتگو فرمائی ہے جس سے کئی سارے احکامات کا استنباط ہوتا ہے، ذیل میں اس نے چند اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں:

سب سے پہلے امام موصوفؒ نے اس قصہ کے لئے عنوان ہی ایسا اختیار کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کیا جائے گا، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

” ومن ذکر أنه قتل لأجل أذى النبي صلى الله عليه وسلم أبو رافع بن أبي الحقيق اليهودي “

(الصارم المسلول، ص: ۱۱۶)۔

ترجمہ: اور ان لوگوں میں سے ایک ابورافع بن ابی الحقیق یہودی بھی ہے، جس کو اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ وہ حضور ﷺ کو اذیت دیتا تھا۔

اور ہم پہلے ہی امام غزالیؒ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں کہ: ”الصاب مؤذوالمؤذی کافر“ گستاخی کرنے والا اذیت دینے والا ہے اور اذیت دینے والا کافر ہے۔ (السیف المسلول، ص: ۱۰۶)۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہر اس کافر کو قتل کرنے کا ارادہ فرماتے تھے جو توہین رسالت کا مرتکب ہوتا تھا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

” فهذه الأحاديث كلها تدل على أن من كان يسب النبي صلى الله عليه وسلم ويؤذيه من الكفار فإنه كان يقصد قتله، ويحضر عليه لأجل ذلك، وكذلك أصحابه بأمره يفعلون ذلك “

(الصارم المسلول، ص: ۱۱۸)۔

ترجمہ: یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار میں سے جو بھی آپ ﷺ کی گستاخی کرتا اور آپ

ﷺ کو اذیت دیتا تھا، تو آپ ﷺ اس کے قتل کا ارادہ فرماتے اور اس توہین رسالت اور اذیت النبی ﷺ کی وجہ سے اس کے قتل کی ترغیب دیتے، اور اسی طرح آپ کے حکم سے یہ کام کر جاتے تھے۔

مزید گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گستاخ رسول کو قتل کا سبب صرف توہین رسالت ہے، کیونکہ جب کوئی حربی کافر اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے قتل کرنا متعین ہے، اب دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسے اس وجہ سے قتل کیا جاتا ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے اور دوسری یہ کہ اسے اس وجہ سے قتل کیا جائے گا کہ وہ حربی کافر ہے، لیکن ان میں سے دوسری صورت تو باطل ہے، لہذا پہلی ہی صورت متعین ہے کہ گستاخ رسول کو توہین رسالت ہی کی وجہ سے قتل کیا جائے گا، اور جب حربی کو قتل کرنا متعین ہے تو ذی اور مسلمان کو تو بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

” فاذا تقرر بما ذكرناه من سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وسيرة اصحابه وغير ذلك أن الساب للرسول يتعين قتله ، فنقول انما يكون تعين قتله لكونه كافر احربيا ، ألسبب المضموم الى ذلك والأول باطل ، لأن الأحاديث نص في أنه لم يقتل لمجرد كونه كافر احربيا ، بل عامتها قد نص فيه على أن موجب قتله انما هو السب ، فنقول اذا تعين قتل الحربى لأجل أنه سب رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فكذلك المسلم والذمي أولى “ (الصارم المسلول ، ص: ۱۲۸)

ترجمہ:..... جب ما قبل ہمارے ذکر کردہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت مطہرہ اور حضرات صحابہ کرام کی سیرت طیبہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے قتل ہونا متعین ہے، تو اب ہم کہتے ہیں کہ اس گستاخ رسول کے لیے اس قتل کا متعین ہونا یا تو اس وجہ سے ہے کہ وہ حربی کافر ہے، یا اس وجہ سے کہ اس نے حربی کافر ہونا ہے، یا اس وجہ سے کہ اس نے حربی کافر ہونے کے ساتھ ساتھ توہین رسالت کا بھی ارتکاب کیا ہے پہلی صورت یعنی گستاخ کو صرف اس وجہ سے قتل کیا جائے کہ وہ حربی کافر ہے۔ جو باطل ہے۔ کیونکہ احادیث مبارکہ میں صراحت آئی ہے کہ صرف حربی کافر ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا، بلکہ تمام احادیث اس بات پر صریح ہیں کہ اس کے قتل کا موجب صرف توہین رسالت ہے، اب ہم یہ کہتے ہیں کہ جب گستاخی کرنے کی وجہ سے ایک حربی کافر کے لیے قتل ہونا متعین ہے تو اگر اس فعل قبیح کا ارتکاب کوئی ذی یا العیاذ باللہ کوئی مسلمان کرنے تو اسے تو بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔

آخر میں امام موصوفؒ بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں کہ:

” وقد ثبت بالسنة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يأمر بقتل الساب لأجل السب فقط

“

(الصارم المسلول، ص: ۱۲۸)

ترجمہ:..... اور تحقیق یہ بات سنت مطہرہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ گستاخ رسول کے قتل کا حکم صرف اس کی گستاخی کرنے کی وجہ سے دیتے تھے۔

” عن سعد رضى الله تعالى عنه قال: لما كان يوم فتح مكة آمن رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى الناس الا اربعة نفر وامرأتين وسماهم، وابن أبى سرح، فذكر الحديث قال: وأما ابن أبى سرح فإنه اختبأ عند عثمان بن عفان، فلما دعى رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس الى البيعة جاء به حتى أو قفه على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال يابى الله! بايع عبد الله، فرفع رأسه فنظر اليه ثلاثا، كل ذلك يابى فبايعه بعد ثلاث، ثم أقبل على أصحابه فقال: ” أما كان فيكم رجل رشيد ” يقوم الى هذا حيث رآنى كفت يدي عن بيعته فيقتله، فقالوا ما ندري يا رسول الله! ما فى نفسك؟ ألا أو مات الينا بعينك؟ قال انه لا ينبغي لنبي أن تكون له خائنة الأعين “

(سنن أبى داؤد، كتاب الجهاد، باب قتل الأسير ولا يعرض عليه الاسلام، ص: ۱۲۲۲، رقم

الحديث: ۲۶۸۳)

ترجمہ:..... حضرت سعدؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو امان دے دیا مگر چار آدمیوں اور دو عورتوں کو امان نہیں ملا اور ان کے نام بھی لئے، اور ابن ابی سرح کا نام بھی لیا، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو ابن ابی سرح حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس چھپ گئے، حضرت عثمانؓ اسے آپ ﷺ کے پاس لے آئے، اور کہا کہ یا نبی اللہ! عبد اللہ کو بیعت فرمائیں، آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا اور ہر دفعہ بیعت کے اظہار سے اعراض فرمایا، تیسری دفعہ کے بعد آپ ﷺ نے اس کو بیعت کر دیا اور پھر صحابہ کرامؓ کی طرف دیکھا کہ میں اپنے ہاتھ کو بیعت سے روک رہا ہوں تو وہ آدمی آگے بڑھتا اور اسے قتل کر دیتا، صحابہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! ہمیں آپ کے ارادے کا پتہ نہیں چلا، آپ ہماری طرف آنکھ سے اشارہ ہی فرمادیجئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔

عبداللہ بن ابی سرح کے واقعہ کو ذکر کر کے اس سے گستاخ رسول کے لیے سزائے موت پر استدلال کرتے ہوئے حضرت امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

” فوجد الدلالة أن عبد الله بن سعد بن أبي سرح افتري على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أنه كان يتم له الوحي ويكتب له ما يريد فيوافق عليه ، وأنه يصرف حيث شاء ، ويحير ما أمره به من الوحي ، فيقره على ذلك ، وزعم أنه سينزل مثل ما أنزل الله إذ كان قد أوحي إليه في زعمه كما أوحي إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ، وهذا الطعن على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى كتابه ، والا فتراء عليه بما يوجب الريب في نبوته قدر زائد على مجرته الكفرية والردة في الدين وهو من أنواع السب “ (الصارم المسلول ، ص : ٩٦)

ترجمہ:..... وجہ استدلال یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح نے حضور ﷺ پر جھوٹ باندھا کہ وہ آپ ﷺ کے لئے وحی کا اتمام کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے لئے جو چاہتا ہے وہ لکھ لیتا ہے۔ اور حضور ﷺ اس کی اس پر موافقت بھی فرماتے ہیں اور جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ اور جس وحی کے لکھنے کا حضور ﷺ حکم فرماتے ہیں وہ اسے تبدیل کرتا ہے۔ اور پھر حضور ﷺ اس کے اس تغیر کو برقرار بھی رہنے دیتے ہیں اور وہ خیال کرنے لگا کہ وہ بھی عنقریب ایسا ہی کلام نازل کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں۔ کیونکہ اس کا گمان یہ تھا کہ اسے بھی وحی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور اس کا یہ سارا کلام اللہ کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب پر طعنہ زنی تھی، اور آپ ﷺ پر ایسا افترا کرنا جو آپ کی نبوت میں شک پیدا کرے یہ صرف کفر اور دین سے مرتد ہونے سے زیادہ جرم اور گستاخیوں کی قسموں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی گستاخی ہے۔

اسی طرح امام تقی الدین السبکیؒ ” السيف المسلول “ میں مذکورہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

” وهو لاء الذين أهدر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم دمهم ، منهم من كان مسلما فارتد كابن أبي سرح ، وانضاف إلى رده ما حصل منه في حق النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فلذلك أهدر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم دمه حتى جاء به عثمان رضى الله تعالى عنه واستحى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيها يمه ، وهو بلا شك دليل على قتل الساب قبل التوبة ، أما بعد التوبة فستكلم عليه “

(السيف المسلول ، ص : ١١١)

ترجمہ:..... اور یہ لوگ جن کا خون آپ ﷺ نے ہدف فرمایا، ان میں سے بعض وہ تھے جو اسلام لانے کے بعد دوبارہ مرتد

ہو گئے جیسے ابن ابی سرح، اور اس کے مرتد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا بڑا جرم یہ تھا کہ یہ آپ ﷺ کے خلاف بدگوئی کرتا تھا، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کا خون ہدف فرمایا، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ اسے لے کر آئے، تو آپ ﷺ نے حیا کی وجہ سے اسے بیعت کر لیا، اور یہ واقعہ بغیر کسی شک و شبہ کے گستاخ رسول کے قتل کرنے پر دلیل ہے اگر وہ توبہ نہ کرے، اور اگر وہ توبہ کرے تو ہم عنقریب گفتگو کریں گے۔

فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا تھا، مگر چند بد نصیب ایسے تھے جن کو اس دن بھی معافی نہ ملی، اور ان کا سب سے بڑا جرم یہی تھا کہ وہ تو بن رسالت کے مرتکب تھے، چنانچہ ان کے بارے میں دربار رسالت سے یہ حکم صادر ہوا تھا کہ یہ لوگ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کیا جائے، ان میں سے ایک ابن خطل بھی تھا، امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

”عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل عام الفتح وعلی راسہ امغفر، فلما نزعه جاءه رجل، فقال: ان ابن خطل متعلق باستار الکعبة، فقال: اقتلقوه“

(صحیح بخاری، کتاب جزاء الصد، باب دخول الحرم ومکة بغیر احرام، ص: ۱۲۰، رقم

الحديث: ۱۸۴۶)

ترجمہ:..... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود (اپنی ٹوپی) تھا، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے خلاف سے لپٹا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اسے قتل کرو۔

ابن خطل کا واقعہ اہل سیر و مغازی کے ہاں مشہور ہے، کہ یہ پہلے مسلمان تھا بعد میں مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا یہاں ہم پورا قصہ لکھنے کی بجائے صرف اس کا وہ جرم لکھتے ہیں جس کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

”ان جرمة ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استعمله علی الصدقة واصحبه رجلا یخدمه فغضب علی رفیقہ لکونه لم یصنع له طعاما امره بصنعة فقتله، ثم خاف ان یقتل فارتد، استاق اہل الصدقة، وأنه کان یقول الشعر یمجوبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ویامر جاریتہ ان تغنیا به فهذا له جرائم مبیحة للدم، قتل النفس، والردة، والهجا“

(الصارم المسلول ، ص : ۱۰۴)

ترجمہ:..... اس کا جرم یہ تھا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا اور اس کی خدمت کے لیے ایک آدمی اس کے ساتھ کیا، راستے میں یہ اپنے مصاحب پر غصہ ہوا کیونکہ اس نے اس کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تھا، جس کا اس نے اسے حکم دیا تھا، لہذا اس نے اسے قتل کر دیا، پھر قصاصاً قتل ہو جانے کے خوف سے مرتد ہو گیا، اور زکوٰۃ کے اونٹ بھی لے کر مشرکین مکہ سے جا ملا، یہ آپ ﷺ کی جہو میں اشعار کہا کرتا تھا، اور اپنی باندیوں کو ان اشعار کے گانے کا حکم دیا کرتا تھا، پس اس کے تین ایسے جرم تھے جو اس کے خون کو مباح کرنے والے تھے، ایک خونِ ناحق، دوسرا مرتد ہونا، تیسرا آپ ﷺ کی جہو کرنا۔

لیکن ان مذکورہ تینوں جرائم میں سے اسے صرف تیسرے جرم (آپ ﷺ کی جہو کرنے) کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ چنانچہ خود امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

” فمن احتج بقصته يقول : لم يقتل لقتل النفس لأن أكثر ما يجب على من قتل ثم ارتدان يقتل قودا ، المقتول من خزاعة له أو لواء ، فكان حكمه لو قتل قودا أن يسلم إلى أولياء المقتول فاما أن يقتلوا أيعفوا أو يأخذوا الدية ولم يقتل لمجرد الرد لأن المرتد يستتاب ، وإذا استنظر أنظر ، وهذا ابن خطل قد فرأى البيت عائذا به طالبا للأمان تاركا للقتال ملقيا للسلاح حتى ينظر في أمره ، وقد أمر النبي صلى الله عليه وسلم بعد علمه بذلك كله أن يقتل وليس هذا سنة من يقتل من مجرد الردة ، فبنت أن هذا التغليب في قتله إنما كان لأجل السب والهجاء “

(الصارم المسلول ، ص : ۱۰۶)

ترجمہ:..... اور جو حضرات ابن خطل کے قصہ سے استدلال کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اسے صرف قتل نفس کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا، کیونکہ جو آدمی قتل کر کے مرتد ہو جائے تو اس کی زیادہ سے زیادہ سزا یہ ہے کہ اسے قصاص میں قتل کیا جائے، اور یہاں ابن خطل کے واقعے میں مقتول کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا، اور اس کے اولیاء موجود تھے، تو اگر ابن خطل کو قصاص میں قتل کیا جاتا تو اس کا حکم یہ تھا کہ اسے اولیاء مقتول کے حوالہ کیا جاتا پھر وہ یا اسے قتل کر دیتے یا معاف کر دیتے یا دیت لے لیتے۔ اسی طرح اسے صرف مرتد ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا، کیونکہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور اگر وہ مہلت مانگے تو اسے مہلت دی جاتی ہے، اور یہ ابن خطل ہے، جو بیت اللہ کی طرف بھاگا ہے، بیت اللہ کی پناہ مانگتا ہے، امن طلب کرتا ہے، لڑائی کو چھوڑے

ہوئے ہے، اسلحہ کو اتار چکا ہے تاکہ اس کے معاملے میں غور کیا جائے پھر بھی حضور ﷺ نے یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا، حالانکہ جسے ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ نہیں ہوتا، پس ثابت ہوا کہ اس کے قتل میں اس درجہ خفی کا سبب صرف گستاخی رسول اور آپ ﷺ کی جھوٹری تھی۔

اسی طرح امام تقی الدین السبکیؒ ”السیف المسلول“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”وقتلہ لو کان قنصاصاً السلم الی اولیاء المقتول ، ولو کان ردۃ لاستیب فلم یکن الا للیب“ (السیف المسلول ، ص : ۱۱۴)

ترجمہ:..... اگر ابن خطل کا قتل کیا جانا قصاص کی وجہ سے ہوتا تو وہ اولیاء مقتول کے حوالے کیا جاتا، اور اگر مرتد ہونے کی وجہ سے ہوتا تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا، بہر طور پر اس کا قتل صرف گستاخی ہی کی وجہ سے تھا۔

”وقد استدل بقصة ابن خطل طائفة من الفقهاء علی أن من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المسلمین یقتل وان أسلم حدا“ (الصارم المسلول : ص : ۱۰۸)

ترجمہ:..... ابن خطل کے واقعے سے فقہاء کرام کی ایک جماعت نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان (العیاذ باللہ) آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا (اور اس توہین کی وجہ سے وہ دائرۃ اسلام سے خارج ہو جائیگا)۔ اگرچہ وہ بعد میں مسلمان بھی ہو جائے، کیونکہ یہ قتل بطور حد کے ہے۔

اسی طرح علامہ ابن بطلالؒ ابن خطل کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

”وکذلک فعل فی ابن خطل یوم فتح مکة حین تعوذ بالکعبة من القتل ، فامر بقتله دون سائر الکفار لأنه کان یکتبر من سبه ، وقد أمر یقتل قینتین کانتا تغیان بسبه وانتقم لنفسه لأنه من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد کفر ، ومن کفر فقد آذی اللہ ورسوله ، وکذلک قال من لکعب بن الأشرف فانه قد آذی اللہ ورسوله ، فانتقم منه لذلك“

(شرح صحیح البخاری لابن بطلال ، کتاب الحدود ، ج : ۸ ، ص : ۴۰۶)

ترجمہ:..... اور اسی طرح فتح مکہ کے دن ابن خطل کو قتل کیا جس وقت اس نے کعبہ کی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی،

آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا نہ کہ اور کفار کا، کیونکہ یہ کثرت سے آپ ﷺ کی گستاخی کرتا تھا، اسی طرح دو باندیوں کے قتل کا بھی حکم دیا، کیونکہ وہ آپ ﷺ کی گستاخی پر گایا کرتی تھیں، تو آپ ﷺ نے ان سے بھی انتقام لے لیا، کیونکہ جو آپ کی گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جس نے کفر کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے کعب بن اشرف یہودی کے بارے میں فرمایا: کون ہے جو اسے ٹھکانے لگا دے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے اور اس وجہ سے اس سے انتقام لیا۔

” قال موسى بن عقبه في مغازيه عن الزهري وأمرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكفوا أيديهم فلا يقاتلوا أحداً إلا من قاتلهم وأمر بقتل أربعة نفر ، قال وأمر بقتل قينتين لابن خطل تغنيان بهجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال وقتلت إحدى القينتين وكنمت الأخرى حتى استؤمن لها “ (الصارم المسلول ، ص : ۹۹)

ترجمہ:..... حضرت موسیٰ بن عقبہؒ نے مغازی میں امام زہریؒ سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے صحابہ کو قتل کرنے سے منع فرمایا، صرف ان لوگوں سے قتال کی اجازت دی تھی، جو خود قتال کرنے میں پہل کریں اور حضور ﷺ نے چار مردوں اور ابن خطل کی دو گانے والی باندیوں کے قتل کا حکم دیا، جو آپ ﷺ کی جھوگوئی میں گایا کرتی تھیں، امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ان دو باندیوں میں سے ایک کو قتل کیا گیا، اور دوسری کہیں چھپ گئی یہاں تک کہ اس کے لیے امان طلب کیا گیا۔

ابن خطل کی ان دو باندیوں کے قتل کا حکم صرف اس وجہ سے دیا گیا تھا کہ وہ توہین رسالت کی مرتکب تھیں، اور آپ ﷺ کی جھوگوئی میں گایا کرتی تھیں، یہی وہ سبب تھا کہ جس نے ان کے خون کو مباح کیا اور نہ صرف کفر کی وجہ سے عورت کو کسی بھی صورت میں قتل نہیں کیا جاتا، چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

” فوجه الدلالة ان تعمد قتل المرأة لمجرم الكفر الأصلي لا يجوز بالاجماع “

” اس واقعہ سے گستاخ رسول کے قتل پر استدلال اس طرح ہے کہ صرف کفر اصلی کی وجہ سے بالاجماع عورت کو

قصداً قتل نہیں کیا جاسکتا “ (الصارم المسلول ، ص : ۱۰۱)

اور جب یہاں پر ان باندیوں کے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ قتل کا سبب کفر نہیں بلکہ توہین رسالت

ہے۔

اسی طرح امام موصوف اس واقعہ پر تفصیلی گفتگو اور اس سے استدلال کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

”هؤلاء النسوة كن معصومات بالأنوثة ثم ان النبي صلى الله عليه وسلم أمر بقتلهن لمجرد كونهن كن يهجينه وهن في دار حرب ، فعلم أن من هجاه وسبه جاز قتله بكل حال“
(الصارم المسلول ، ص : ۱۰۶)

ترجمہ:..... یہ مذکورہ عورتیں (جن کے قتل کا حکم دیا گیا) عورت ہونے کی وجہ سے معصومہ الدم تھیں، پھر بھی حضور ﷺ نے صرف اس وجہ سے ان کے قتل کا حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کی توہین اور بھوکائی کرتی تھیں، حالانکہ وہ دارالحرب میں تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی آپ ﷺ کی گستاخی اور بھوکائی کرے اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ (چاہے وہ مرد ہو یا عورت، دارالحرب میں ہو یا دارالاسلام میں مسلمان ہو یا کافر، ذمی ہو یا حربی)۔

۱۳..... ”عبدالرزاق عن جریج عن رجل عن عكرمة مولى ابن عباس رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم سبه رجل فقال من يكفيني عدوى فقال الزبير أنا ، فبارزه ، فقتله الزبير فأعطاها النبي صلى الله عليه وسلم سلبه“

(المصنف للإمام عبدالرزاق ، كتاب الجهاد ، باب من سب النبي صلى الله عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبي ، رقم الحديث : ۹۸۰۴)

ترجمہ:..... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کون ہے جو ہمارے اس دشمن کی خبر لے گا؟ حضرت زبیرؓ فرمانے لگے کہ میں حاضر ہوں، پھر حضرت زبیرؓ نے اسے جہنم واصل کر دیا، تو اس کا سلب آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو عطا کیا۔

۱۴..... عبدالرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل قال أخبرني عروة بن محمد عن رجل أو قال ألفين أن امرأة كانت تسب النبي صلى الله عليه وسلم ، فقال النبي صلى الله عليه وسلم من يكفيني عدوى ؟ فخرج اليها خالد بن الوليد فقتلها“

(المصنف للإمام عبدالرزاق ، كتاب الجهاد ، باب من سب النبي صلى الله عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبي ، رقم الحديث : ۹۸۰۵)

ترجمہ:..... ایک بد نصیب عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے اس دشمن کو ٹھکانے لگا دے ، تو حضرت خالد بن ولیدؓ اس عورت کی طرف نکلے اور اسے قتل کر دیا ۔

(۱۵)..... عبدالرزاق قال واخبرني ابي عن ايوب بن يحيى خرج الى عدن فرفع اليه رجل من النصارى سب النبي صلى الله عليه وسلم فاستشار فيه ، فاشار عليه عبدالرحمن بن يزيد الصنعاني أن يقتله فقتله وروى له في ذلك حديثا قال وكان قد لقي عمرو سمع منه علما كثير ا قال فكتب في ذلك ايوب الى عبد الملك أو الى الوليد بن عبد الملك ، فكتب يحسن ذلك “

(المصنف للإمام عبدالرزاق ، كتاب الجهاد ، باب من سب النبي صلى الله عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبي ، رقم الحديث : ۹۸۰۵)

ترجمہ:..... ایوب بن یحییٰ سے روایت ہے کہ وہ عدن کی طرف گئے تو ان کے پاس ایک ایسے نصرانی آدمی کا فیصلہ لایا گیا جو آپ ﷺ کی گستاخی کرتا تھا، تو انہوں نے اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عبدالرحمن بن یزید صنعانیؓ نے انہیں مشورہ دیا کہ اسے قتل کر دیں ، چنانچہ اسے قتل کیا گیا اور حضرت عبدالرحمن نے اس کے بارے میں حدیث بھی روایت فرمائی، راوی کہتے ہیں کہ یہ عبدالرحمن بن یزیدؓ حضرت عمرؓ کے شاگردوں میں سے تھے، اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے بہت سارا علم سیکھا ، پھر ایوب بن یحییٰ نے یہ پورا واقعہ عبدالملک یا ولید بن عبدالملک (راوی کا شک ہے) کی طرف لکھ کر بھیجا ، تو اس نے جواباً خط لکھ کر اس قضیہ کی تحسین کی۔

(۱۶)..... حدثنا اسحاق بن عيسى قال حدثنا هشيم عن حصين بن عبدالرحمن أن ابن عمر رضى الله تعالى عنه مر برأب فقیل ان هذا سب النبي صلى الله عليه وسلم ، فقال لو سمعته لضربت عنقه ، انا لم نعظم العهد على أن يسبوا بنينا صلى الله عليه وسلم “

(مسند الحارث ، كتاب الحدود الديات ، باب فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم)

ترجمہ:..... حضرت حصین بن عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کا ایک راہب کے پاس سے گذر ہوا ، تو آپ سے کہا گیا کہ اس راہب نے حضور ﷺ کے خلاف زبان درازی کی ہے ، تو حضرت ابن عمرؓ فرمانے لگے کہ اگر میں اسے سنتا تو اس کی گردن اڑا دیتا ، کیونکہ ہم نے ان کو عہد اس لیے نہیں دیا کہ یہ ہمارے نبی ﷺ کی گستاخی کریں ۔

گستاخ رسول اجماع امت کی روشنی میں:

امت مسلمہ کے تمام ادوار میں عہد نبوی ﷺ سے لے کر عہد صحابہ تک اور پھر تابعین ، تبع تابعین اور بعد کے سارے ادوار میں امت مسلمہ کا اس پر اجماع رہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بے ادبی و گستاخی ، اہانت و تنقیص اور سب و شتم کا مرتکب نہ صرف اپنے اس عمل سے کافر ہو جائے گا بلکہ اسے قتل کرنا امت مسلمہ پر واجب ہے ۔ اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے ، جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ نے ” الصارم المسلول “ میں اور علامہ شامیؒ ” رد المحتار “ میں صراحت فرمائی ہے ہم اس مسئلہ کو باب اول میں قرآن کریم آیات اور مفسرین کے اقوال باب دوم میں احادیث مبارکہ اور محدثین کرام کے فرامین سے ثابت کر چکے ہیں اور ان شاء اللہ آگے باب چہارم میں حضرات فقہاء کرام کے اقوال سے بھی یہ بات ثابت کی جائے گی ، یہاں پر سارے حوالہ جات کا تذکرہ محض تکرار کا سبب ہے ، تاہم اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ذیل میں مزید چند اقوال قارئین کی خدمت میں پیش نظر کئے جا رہے ہیں:

(۱) امام ابو بکر بن المنذر نیشابوریؒ کا فرمان:

” وأجمع عوام أهل العلم على أن حذ من سب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم القتل
ومن قاله مالك والليث وأحمد وإسحاق وهو مذهب الشافعي رحمة الله عليه “

(الصارم المسلول ، ص: ۱۲)

ترجمہ: سب اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے ، جن ائمہ کرام نے یہ فتویٰ دیا ہے ان میں سے امام مالک امام احمد اور امام اسحاقؒ تعالیٰ شامل ہیں ، اور یہی مذہب امام شافعیؒ کا بھی ہے۔

(۲) امام ابن حنبل مالکیؒ کا قول:

” أجمع العلماء أن شاتم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم المتنقص له كافر والو عيد جار
عليه بعذاب الله له وحكمه عند الأمة القتل “ (الشفاء ، ج: ۲ ، ص: ۱۳۳)

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا اور آپ ﷺ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے اور باتفاق امت اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔

(۳) امام ابوسلیمان الخطابیؒ کا فرمان:

” لا أعلم أحد امن المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلماً “

(الشفاء، ج: ۲، ص ۱۳۳)

ترجمہ: میں مسلمانوں میں سے کسی ایک فرد کو بھی نہیں جانتا جس نے گستاخ رسول کے لیے سزائے موت کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو جبکہ وہ مسلمان ہو۔

(۴) امام ابن تیمیہؒ کا فیصلہ:

” وتحريم القول فيه ألساب ان كان مسلماً فانه يكفر و يقتل بغير خلاف وهو مذهب أ

نمة الأربعة وغيرهم “ (الصارم المسلول، ص: ۱۲)

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان توہین رسالت کا ارتکاب کرے تو وہ کافر ہو جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا اور یہی ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کرام کا مذہب ہے۔

(۵) امام ابن عتاب مالکیؒ کا فرمان:

” الكتاب والسنة موجبان أن من قصد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بأذى أو نقص

معرضاً أو مصرحاً أن قتل فقتله واجب “ (السيف المسلول، ص: ۱۰۲)

ترجمہ: قرآن وحدیث اس بات کو واجب کرتے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی ایذا کا ارادہ کرے یا آپ ﷺ کی تنقیص کرے خواہ صراحت کرے یا اشارۃً اگرچہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو تو ایسے شخص کو قتل کرنا واجب ہے۔

(۶) قاضی عیاض مالکیؒ کا فرمان:

” اجتمعت الامة على قتل متنقصه من المسلمين وسأبه “

(الشفاء، ص: ۲، ص: ۱۳۰)

ترجمہ: پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مسلمان (العیاذ باللہ) حضور ﷺ کی تنقیص یا گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائیگا۔

(۷) قاضی عیاض مالکیؒ کا دوسرا فرمان:

” ولا نعلم خلافا فی استباحۃ دمہ بین علماء الأمصار وسلف الأمة “

(الشفاء، ج: ۲، ص: ۱۳۴)

ترجمہ: ہمیں نہیں معلوم کہ علمائے متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے گستاخ رسول کے مباح الدم ہونے میں اختلاف کیا ہو۔

(۸) امام دارالبحرۃ حضرت امام مالکؒ کا فرمان:

” من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او غیرہ من النبیین من مسلم اکافر قتل ولم

يستتب “ (السيف المسلول، ص: ۱۰۱)

ترجمہ: جو شخص حضور ﷺ یا دیگر انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا خواہ گستاخی کرنے والا کافر ہو یا مسلمان اور اس سے توبہ کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائیگا۔

(۹) امام احمد بن حنبلؒ کا قول:

” من شتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قتل وذلك أنه اذا شتم فقد ارتد عن الاسلام

والا يشتم مسلم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم “

(السيف المسلول، ص: ۱۰۲)

ترجمہ: جو شخص نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائیگا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گستاخی کرنے کی وجہ سے گستا

خ (اگر پہلے مسلمان تھا) مرتد ہو جائیگا (اور مرتد کی سزا موت ہوتی ہے) کیونکہ کوئی مسلمان حضور ﷺ کی گستاخی نہیں کرتا۔

(۱۰) امام ابو بکر حصصؓ کا قول:

” ولا خلاف بین المسلمین أن من قصد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذلک وهو

ممن ینتحل الاسلام أنه هو تد يستحق القتل “

(احکام القرآن، ج: ۳، ص: ۱۲۸)

ترجمہ:..... مسلمانوں کے مابین اس مسئلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی ایذا رسانی اور اہانت کا ارادہ کیا حالانکہ وہ خود کو مسلمان بھی کہلواتا ہے تو ایسا شخص مرتد اور مستحق قتل ہے۔

۱۱..... علامہ شامیؒ کا فیصلہ:

”والحاصل انه لا شك ولا شبهة في كفر شاتم النبي وفي استحابة قتله وهو المنقول

(رد المحتار، ج: ۳، ص: ۳۲۱)

عن الائمة الاربعة

ترجمہ:..... خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کافر اور مباح الدم ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔

☆☆☆☆☆.....

☆..... آپس کا جوڑ سراسر رحمت ہے اور آپس کا توڑ عذاب ہے ☆.....

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر ارشاد فرمایا جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی نہیں کر سکتا اور جو انسانوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرنا بھی شکر ہے۔ اور انہیں بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔ آپس کا جوڑ سراسر رحمت ہے اور آپس کا توڑ عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم سوا اعمظم کو چھو رہو یعنی علماء حق سے جڑے رہو۔ (حیاء الصحابة: جلد ۳، صفحہ: ۴۵۶)۔

☆☆ ☆ ☆ ☆.....